حضرت عمر کے سرکاری خطوط

۳۔ محاذِ مصر

از

جناب ڈاکٹر خورشید احمد صاحب فارق
(استاذ ادبیات عربی - دہلی یونیورسٹی)

(۱۶)

۱۸۱۔ عمرو بن عاص کے نام

عراق و شام کی فتوحات کے بعد جب مرکزی خزانہ میں علاوہ خمس کے خراج اور جزیہ کی لگی بندھی رقمیں جمع ہونے لگیں تو حضرت عمر نے سنہ ۲۰ھ میں سالانہ وظائف کا ادارہ قائم کیا جس میں تمام مسلم مردوں عورتوں حتیٰ کہ شیرخوار بچوں تک کے نام لکھے جاتے تھے اور سب کے لئے مختلف شرحوں سے وظیفے مقرر ہوتے تھے۔ سب سے زیادہ وظیفہ رسول اللہ کی بیگمات کو دیا گیا، ان کے بعد اہلِ بیت کو اور پھر بدر کے مجاہدوں کو۔ وظیفہ مقرر کرنے میں حضرت عمر نے رسول اللہ سے قربت اور اسلامی خدمات کو ملحوظ رکھا تھا۔ ذیل کا مراسلہ عمرو بن عاص اور کچھ دیگر صحابہ کے وظائف سے متعلق ہے:۔

"تمھارے ساتھ جو صحابہ ایسے ہوں جنھوں نے "درخت کے نیچے" رسول اللہ سے بیعت کی تھی ان کا وظیفہ ۲۰۰ دینار (تقریباً ہزار روپئے) سالانہ مقرر کرو۔ خود تمھارے لئے بھی یہی رقم مقرر کی جاتی ہے چوں کہ تم گورنر ہو اور یہی رقم خارجہ بن حذافہ کے لئے ان کی ممتاز شجاعت اور عثمان بن ابی العاص کے

کے لئے ان کی مہماں نوازی کے صلہ میں "تجویز کرتا ہوں" (یزید بن ابی حبیب فتوح مصر ص۱۴۵)

خط کا دوسرا نسخہ :۔ (اسناد دونوں کی ایک ہے)

۱۸۲۔ "جن صحابہ نے درخت کے نیچے بیعت کی ہو ان کا وظیفہ دو سو دینار سالانہ مقرر کرو اور اپنے لئے بھی اسی قدر چوں کہ تم گورنر ہو، اور خارجہ بن حذافہ کو ان کی غیر معمولی شجاعت کے لئے "ممتاز وظیفہ" دو، یعنی دو سو سے زیادہ۔ (فتوح البلدان مصر ص۲۱۴)

۱۸۳۔ دریائے نیل کے نام

مصر میں دستور تھا کہ ہر سال ایک کنواری لڑکی کو عمدہ کپڑے اور زیور پہنا کر نیل میں ڈالا جاتا تھا، مصریوں کے عقیدہ کے مطابق ایسا کرنے سے نیل کا پانی اونچا ہو کر کھیتوں میں پہنچنے لگتا تھا۔ بابلیون کی فتح کے بعد جب وسطی اور زیریں مصر اسلامی قلمرو میں آیا اور خراج کا انتظام مسلمانوں نے سنبھالا تو زمینداروں نے عمرو بن عاص سے عرض کیا کہ دریائے نیل کی ایک رسم ہے جس کے زیر اثر اس کا پانی ہر سال بڑھتا ہے۔ جب ماہ جون کی بارہ تاریخ ہوتی ہے تو ہم ایک کنواری لڑکی کو بہترین لباس اور زیور پہنا کر اس میں ڈال دیتے ہیں، ایسا کرنے سے دریا کا پانی اونچا ہو جاتا ہے اور ہماری اراضی سیراب ہونے لگتی ہے۔ گورنر نے کہا کہ اسلامی حکومت میں ایسی باطل رسموں کو زندہ نہیں رکھا جا سکتا۔ زمینداروں نے تین ماہ انتظار کیا لیکن نیل کا پانی نہ بڑھا اور کاشتکار جلا وطنی کی تیاری کرنے لگے۔ اب گورنر مصر گھبرائے اور حضرت عمر کو مطلع کیا تو انھوں نے مذکورہ رسم بند کرنے کو سراہا اور نیل کے نام ایک رقعہ بھیجا جس میں لکھا تھا:۔

"واضح ہو کہ اگر تو اپنے اختیار سے بہتا ہے تو رُک جا، اور اگر اللہ واحد و قہار تجھے رواں کئے ہے تو ہم اس سے ملتجی ہیں کہ تجھے رواں کر دے"

رقعہ نیل میں ڈال دیا گیا، دوسرے دن پانی سولہ ہاتھ اٹھ گیا اور زمینیں سیراب ہونے لگیں۔ (ابن لہیعہ۔ فتوح مصر صنہ ۱۵۰-۱۵۱ وکنز العمال ۶/۲۳۰۔

خط کا دوسرا نسخہ:۔

۱۸۴۔ "اگر تجھے کسی نے پیدا کیا ہے تو تیرے بس میں نہ فائدہ پہنچانا ہے نہ نقصان، اور اگر تو اپنے ارادہ اور اختیار سے رواں ہے تو رک جا ہمیں تیری ضرورت نہیں، اور اگر تو خدا کی دی ہوئی قوت سے بہ رہا ہے تو پہلے کی طرح فراوانی سے بہہ" (فتوح الشام واقدی، (ذکر فتوح مصر) ۲/۴۰)

۱۸۵۔ واقدی کی فتوح مصر میں ہے کہ مذکورہ بالا خط کے ساتھ حضرت عمر نے عمرو بن عاص کو یہ ہدایت نامہ بھیجا:۔

السلام علیک، میں اس معبود کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں اور اس کے نبی پر درود بھیجتا ہوں۔ میرا یہ خط پڑھ کر خدا کے دشمنوں کو جہاں جہاں وہ ہوں ٹھکانے لگا دو، ان کے ساتھ کوئی رعایت یا نرمی نہ برتو۔

(۲) رعیت کے معاملات سے ذاتی دلچسپی لو اور جہاں تک ہو سکے ان کے ساتھ انصاف اور رواداری سے پیش آؤ۔

(۳) لوگوں کی خطائیں معاف کرو، خدا تمھاری خطائیں معاف کرے گا۔

(۴) جو قوانین اور معمولات ملک میں رائج ہوں انھیں بحال رکھو۔

(۵) رعایا کے ٹیکس کی شرح اور تفصیل خراج کے رجسٹروں میں درج کرو۔

(۶) انصاف کے ذریعہ امن و عافیت کو فروغ دو۔

(۷) حکومت و اقتدار آنی جانی ہے، جو چیز باقی رہے گی وہ اچھی شہرت

ہے یا ان مٹ رسوائی "۔ (واقدی مصر ۲/ ۴۰)

۱۰۶- عمرو بن عاص کے نام

قدیم ترین مورخوں میں ابن عبد الحکم مصری، متوسطین میں مقریزی اور متاخرین میں سیوطی نے اس خط کا ذکر کیا ہے، لیکن اس کا سیاق و سباق کسی نے نہیں بتایا، بس اس قدر کہنے پر اکتفا کیا ہے کہ جب خراج مصر کی وصولیابی میں دیر ہوئی تو حضرت عمر نے یہ خط لکھا۔ خط کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ شکایت تاخیر خراج کی نہیں بلکہ تقلیل خراج کی ہے، نیز یہ کہ اس موضوع پر خلیفہ اور گورنر میں اس خط سے پہلے بھی خط و کتابت ہو چکی تھی۔ خط میں مصر کے قدیم بادشاہوں یعنی فراعنہ کی زراعت اور نظام آبپاشی سے بڑھی ہوئی دل چسپی کی طرف بھی اشارہ ہے اور یہ تصریح بھی موجود ہے کہ عمرو بن عاص نے جو خراج وصول کیا وہ اس خراج کے آدھے سے بھی کم ہے جو ان سے پہلے مقوقس نے وصول کیا تھا۔ مقریزی نے لکھا ہے کہ فراعنہ بڑے زراعت دوست بادشاہ تھے اور انھوں نے آب پاشی کا بڑا وسیع اور باضابطہ نظام قائم کیا تھا۔ سارے ملک کی اراضی تک نہریں اور بہے نکال کر نیل کا پانی پہنچا دیا تھا، نہروں، پلوں، پانی کے دروازوں اور نہروں کی صفائی اور کھدائی کے لئے ہر وقت ایک بڑا عملہ تیار رہتا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ اسی خاندان کے بعض بادشاہوں نے ظلم و ستم کے بغیر دس کرور دینار سے زیادہ خراج وصول کیا اور اکثر نے نو ساڑھے نو کرور۔ (خطط مقریزی، مصر ۱۹۱۱ء، ۱/ ۳۱۶ - ۳۲۰) مقوقس رومی کے زمانہ میں خراج کی رقم کم ہوتے ہوتے دو کرور رہ گئی تھی اور مصر جب اسلامی حکومت میں آیا تو پہلے سال خراج صرف ایک کرور وصول ہوا۔ اس غیر معمولی کمی کے حضرت عمر شاکی ہیں۔ مقوقس نے عمرو بن عاص سے مصر کے سارے قبطیوں کی طرف سے جو معاہدہ کیا تھا اس کی رو سے ہر قبطی پر دو دینار سالانہ جزیہ لگایا گیا تھا اور جن لوگوں کے پاس زمین تھی اور زیادہ تر لوگ زراعت پیشہ ہی تھے، ان کے لئے لگان کی کوئی مقررہ شرح نہیں رکھی گئی بلکہ یہ طے ہوا کہ ان کی کھیتی کی حیثیت کے مطابق لگان لیا جائے گا، تیسری شرط یہ تھی کہ جب مسلمان فوجیں کسی علاقہ

میں اُتریں گی تو اُن کے کھانے کا بندوبست وہاں کے قبطیوں کو کرنا ہوگا۔ اسی طرح اگر ایک یا زیادہ مسلمان مسافر کسی بستی سے گذریں گے تو تین دن تک ان کا کھانا پینا بستی والوں کے ذمہ ہوگا (فتوح مصر ص۱۵۳)

مصر کی فتح کے ساتھ سیاسی حکومت تو ضرور مسلمانوں کے ہاتھ آئی پر ملک کا سارا انتظام قبطی افسروں اور اہل کاروں کے ہاتھ میں رہا، عربوں کو نہ تو سول سروس کی فرصت تھی اور نہ اس کا تجربہ۔ میرا خیال ہے کہ جزیہ کی رقم اور ضیافت کی شرط سے قبطیوں کو زیر باری کا احساس تھا، اور وہ ناخوش تھے، اس لئے ان کے ہم مذہب اہل کار لگان کا اندازہ کرنے میں نرمی سے کام لیتے تھے، اور خود اہل کار بھی رموز لگان سے عربوں کی ناواقفیت دیکھ کر ناجائز فائدے اٹھاتے ہوں گے۔ بہرحال لگان کی رقم کم ہوگئی اور کوشش کے باوجود عمرو بن عاص کے عہد میں ایک کروڑ بیس لاکھ اور ان کے جانشین عبداللہ بن سعد بن ابی سرح کے عہد میں ایک کروڑ چالیس لاکھ سے زیادہ نہ ہو سکی۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ عبداللہ عمر امیر المومنین کی طرف سے عمرو بن عاص کو سلام علیک۔ میں اس خدا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ میں نے مصر اور اس کے خراج کے بارے میں غور کیا، تمھارا ملک خوب لمبا چوڑا اور زرخیز ہے۔ خدا نے اس کے باشندوں کو کیا خشکی اور کیا سمندر میں ہر قسم کے سامان، شجاعت اور قوت سے نوازا ہے۔ یہاں فرعون بادشاہوں نے حکومت کی اور تعجب ہے کہ مغرور و حق فراموش ہونے کے باوصف انھوں نے زراعت کی ترقی کے لئے بہت عمدہ کام کئے، لیکن مجھے سب سے زیادہ حیرت اس بات پر ہے کہ اب مصر سے اس خراج کا آدھا بھی وصول نہیں ہو رہا ہے جو پہلے ہوتا تھا، حالاں کہ ملک میں کسی قسم کا قحط نہیں ہے۔ خراج کے بارے میں میں نے تم سے کافی خط و کتابت کی اور سمجھا تھا کہ میرے پاس پورا پورا بھیجا جائے گا کیوں کہ مجھے امید تھی کہ تم عقل کے ناخن لو گے اور صحیح روش اختیار کرو گے لیکن تم ایسے بہانے ہی تراشتے رہے

جو کسی طرح سمجھ میں آنے والے نہیں۔ میں اس خراج سے کم قبول نہیں کرسکتا جو اسلامی فتح سے پہلے ہوتا تھا۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ میرے خط میں ایسی کون سی بات تھی جس نے تم کو بھڑکایا اور دُکھ پہنچایا۔ اگر تم کارگزار ہو اور دیانت سے اپنا فرض انجام دو اور پھر اپنی برارت اور بے گناہی کی کوشش کرو تو بلاشبہ ایسا کرنا مفید ہے، لیکن اگر تم نالائق اور خائن ہو تو تمھاری برارت اور پاکبازی کی کوشش بے سود ہے۔ پچھلے سال میں نے خراج کے موضوع پر تم سے الجھنا مناسب نہ سمجھا اور اس امید میں طرح دیتا رہا کہ تم خود سنبھل جاؤ گے اور پورا پورا خراج بھیجو گے، پر ایسا نہیں ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسا کرتے ہے جو چیز مانع ہے وہ تمھارے (بے ایمان) اہل کار اور تمھاری ان کے ساتھ ملی بھگت اور تمھارے بہانے ہیں۔ تم ان لوگوں کے ملجا اور ماویٰ بنے ہوئے ہو۔ لیکن یاد رہے، خدا کے حکم سے میرے پاس تمھارے مرض کی دوا موجود ہے، بس ابو عبداللہ، اگر تم سے صحیح رقم وصول کرلی جائے تو کبیدہ خاطر نہ ہونا۔ مصر کی گائے خشک نہیں خوب دودھ دینے والی ہے۔ یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے، اس کے سامنے تمھارے بار بار کے بہانے درخورِ اعتبار نہیں ہو سکتے۔ والسلام۔

(فتوح مصر صفحہ ۱۵۸-۱۵۹ و مقریزی مصر ۱۹۱۱ء ۱/۲۲۷)

اس سخت مراسلہ سے عمرو بن عاص کو دکھ ہوا، ان کی دیانت اور خودداری کو ایسی چوٹ لگی کہ وہ بلبلا گئے۔ انھوں نے جواب میں لکھا:-

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ عمر امیر المؤمنین کو عمرو بن عاص کی طرف سے، سلام علیک۔ میں اس معبود کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ آپ کا خط موصول ہوا۔ اس میں آپ نے تاخیرِ خراج کی شکایت کی ہے (خط کے الفاظ میں تاخیر کی نہیں کمی کی شکایت ہے) اور فرعون

بادشاہوں کے عمدہ آثار کی طرف اشارہ کیا ہے اور جو خراج وہ وصول کر سکے میں نہ کر سکا اس پر تعجب کا اظہار کیا ہے۔ میری جان کی قسم، یہ بالکل صحیح ہے کہ اُن کے زمانہ میں خراج زیادہ وصول ہوتا تھا اور زیرِ کاشت زمین اور پیداوار زیادہ تھی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ مغرور اور حق فراموش ہونے کے باوجود وہ ہماری نسبت زمین کی آبادکاری سے زیادہ دلچسپی لیتے تھے۔ آپ نے لکھا ہے کہ میں نے گائے کا دودھ چوس لیا ہے جس سے وہ خشک ہوگئی ہے (خط کے الفاظ سے یہ مفہوم نہیں نکلتا) آپ میرے اوپر خوب برسے ہیں اور دل کھول کر لعن طعن کیا ہے، اس کی وجہ بدگمانی اور حقائق سے لاعلمی ہے (چھپی کدورت ہے۔ کنز العمال ۳/۱۵۰) آپ کے لئے مناسب تھا کہ آپ قلم کو ملوث نہ کرتے اور اپنی تحریر دلیل اور قاعدہ کی حد میں رکھتے۔ میں رسول اللہ اور ابوبکر کے عہدوں پر فائز رہا اور خدا کا شکر ہے ہمیشہ دیانت سے کام لیا، اپنے ائمہ کا احترام کیا اور ان کے سامنے اپنی مسئولیت کا پورا لحاظ رکھا۔ اُس وقت ہر شخص میری ایمانداری کا معترف تھا اور میری بات سنی جاتی تھی۔ خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ ناجائز آمدنی، خیانت یا رشوت سے آلودہ ہوں، آپ یہ عہدہ واپس لے لیجئے، خدا نے مجھے ہر قسم کی ناجائز آمدنی حتی کہ اس کی خواہش تک سے محفوظ رکھا ہے۔ آپ کا خط پاکر جس میں آپ نے مجھے خوب بے آبرو کیا ہے، مجھے اس عہدہ سے کوئی رغبت نہیں رہی اور میں چاہتا ہوں کہ آپ مجھے سبکدوش کر دیں۔ ابن خطاب! میری توہین کی جائے تو میری خودداری کو جوش آجاتا ہے۔ میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس پر گرفت ہو سکے، جتنی آپ نے میری سرزنش کی یثرب کے کسی یہودی کی بھی نہ کرتے۔ خدا آپ کو اور مجھے معاف کرے، مجھے آپ کی بہت سی باتیں معلوم ہیں جن

جو کسی طرح سمجھ میں آنے والے نہیں۔ میں اس خراج سے کم قبول نہیں کر سکتا جو اسلامی فتح سے پہلے ہوتا تھا۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ میرے خط میں ایسی کون سی بات تھی جس نے تم کو بھڑکایا اور دُکھ پہنچایا۔ اگر تم کارگزار ہو اور دیانت سے اپنا فرض انجام دو اور پھر اپنی برأت اور بے گناہی کی کوشش کرو تو بلاشبہ ایسا کرنا مفید ہے، لیکن اگر تم نالائق اور خائن ہو تو تمھاری برأت اور پاکبازی کی کوشش بے سود ہے۔ پچھلے سال میں نے خراج کے موضوع پر تم سے الجھنا مناسب نہ سمجھا اور اس امید میں طرح دیتا رہا کہ تم خود سنبھل جاؤ گے اور پورا پورا خراج بھیجو گے، پر ایسا نہیں ہوا۔ میں سمجھتا ہوں کہ ایسا کرنے سے جو چیز مانع ہے وہ تمھارے (بے ایمان) اہل کار اور تمھاری ان کے ساتھ ملی بھگت اور تمھارے بہانے ہیں۔ تم ان لوگوں کے ملجا اور ماویٰ بنے ہوئے ہو۔ لیکن یاد رہے، خدا کے حکم سے میرے پاس تمھارے مرض کی دوا موجود ہے، بس ابو عبداللہ، اگر تم سے صحیح رقم وصول کر لی جائے تو کبیدہ خاطر نہ ہونا۔ مصر کی گائے خشک نہیں خوب دودھ دینے والی ہے۔ یہ ایک ناقابلِ انکار حقیقت ہے، اس کے سامنے تمھارے بار بار کے بہانے درخورِ اعتنا نہیں ہو سکتے۔ والسلام۔

(فتوح مصر صفحہ ۱۵۸-۱۵۹ و مقریزی مصر ۱۹۱۱ء ۱/۳۲۷)

اس سخت مراسلہ سے عمرو بن عاص کو دکھ ہوا، ان کی دیانت اور خودداری کو ایسی چوٹ لگی کہ وہ بلبلا گئے۔ انھوں نے جواب میں لکھا:۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ عبداللہ عمر امیر المؤمنین کو عمرو بن عاص کی طرف سے، سلام علیک۔ میں اس معبود کا سپاس گزار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ آپ کا خط موصول ہوا۔ اس میں آپ نے تاخیرِ خراج کی شکایت کی ہے (خط کے الفاظ میں تاخیر کی نہیں کمی کی شکایت ہے) اور فرعون

بادشاہوں کے عمدہ آثار کی طرف اشارہ کیا ہے اور جو خراج وہ وصول کرسکے
میں نہ کرسکا اس پر تعجب کا اظہار کیا ہے۔ میری جان کی قسم، یہ بالکل صحیح
ہے کہ اُن کے زمانہ میں خراج زیادہ وصول ہوتا تھا اور زیرِ کاشت زمین اور
پیداوار زیادہ تھی۔ اس کا سبب یہ ہے کہ مغرور اور حق فراموش ہونے کے
باوجود وہ ہماری نسبت زمین کی آبادکاری سے زیادہ دلچسپی لیتے تھے۔ آپ نے
لکھا ہے کہ میں نے گائے کا دودھ چوس لیا ہے جس سے وہ خشک ہوگئی ہے
(خط کے الفاظ سے یہ مفہوم نہیں نکلتا) آپ میرے اوپر خوب برسے ہیں
اور دل کھول کر لعن طعن کیا ہے، اس کی وجہ بدگمانی اور حقائق سے لاعلمی ہے
(یہ چھپی کدورت ہے۔ کنز العمال ۳/۱۵۰) آپ کے لئے مناسب تھا کہ آپ
قلم کو ملوث نہ کرتے اور اپنی تحریر دلیل اور قاعدہ کی حد میں رکھتے۔ میں رسول اللہ
اور ابوبکر کے عہدوں پر فائز رہا اور خدا کا شکر ہے ہمیشہ دیانت سے کام لیا،
اپنے ائمہ کا احترام کیا اور ان کے سامنے اپنی مسئولیت کا پورا لحاظ رکھا۔
اُس وقت ہر شخص میری ایمانداری کا معترف تھا اور میری بات سنی جاتی تھی۔
خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ ناجائز آمدنی، خیانت یا رشوت سے آلودہ ہوں،
آپ یہ عہدہ واپس لے لیجئے، خدا نے مجھے ہر قسم کی ناجائز آمدنی حتیٰ کہ اس
کی خواہش تک سے محفوظ رکھا ہے۔ آپ کا خط پاکر جس میں آپ نے مجھے
خوب بے آبرو کیا ہے، مجھے اس عہدہ سے کوئی رغبت نہیں رہی اور میں
چاہتا ہوں کہ آپ مجھے سبکدوش کردیں۔ ابن خطاب! میری توہین کی جائے
تو میری خودداری کو جوش آجاتا ہے۔ میں نے کوئی ایسا کام نہیں کیا جس پر
گرفت ہوسکے، جتنی آپ نے میری سرزنش کی یثرب کے کسی یہودی کی بھی نہ کرتے۔
خدا آپ کو اور مجھے معاف کرے، مجھے آپ کی بہت سی باتیں معلوم ہیں جن

کا ذکر کر کے آپ کو آزردہ کر سکتا ہوں، پر ایسا نہیں کروں گا، کیوں کہ خدا نے آپ کو بہت اونچا رتبہ عطا کیا ہے۔" (فتوح مصر صفحہ ۱۵۹-۱۶۰ ومقریزی ۱/۱۳۶)

۱۸۷۔ عمرو بن عاص کے نام

عمرو بن عاص کے اس جواب کو بلحاظ مضمون تین حصوں میں بانٹا جا سکتا ہے۔

(الف) خراج کی کمی کی توجیہ۔

(ب) اپنی دیانت و براءت کی دلیلیں۔

(ج) خلیفہ کی ترش باتوں کا شکوہ اور گورنری سے سبکدوش ہونے کی خواہش۔ تاخیر خراج کے موضوع پر خط میں ایک لفظ بھی نہیں ہے۔ فتوح مصر میں ہے کہ گورنر کا مذکورہ بالا جواب پا کر حضرت عمر نے لکھا:-

"عمر بن خطاب کی طرف سے عمرو بن عاص کو سلام علیک۔ اس خدا کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لایق نہیں۔ حیرت ہے کہ میں نے تمہیں تاخیر خراج کے سلسلہ میں اتنے خط لکھے اور تم ہر خط کے جواب میں بے تکی باتیں ہی کرتے رہے، تم کو خوب معلوم ہے کہ میں وہی خراج قبول کر سکتا ہوں جو پورا پورا اور ٹھیک ٹھیک ہو۔ میں نے تمہیں مصر اس لئے نہیں بھیجا تھا کہ تم اور تمہارا خاندان اس کو جائداد سمجھ کر کھاؤ اڑاؤ، بلکہ اس امید پر بھیجا تھا کہ تم خراج بڑھاؤ گے اور اپنی لیاقت کے جوہر دکھاؤ گے۔ میرا خط پاتے ہی خراج بھیج دو، یہ مسلمانوں کی آمدنی ہے اور جیسا کہ تم جانتے ہو یہاں کے لوگ سخت تنگ حال ہیں، والسلام۔ (فتوح مصر صفحہ ۱۶۰ ومقریزی صفحہ ۱۲۶)

اس میں شک نہیں کہ اس خط کا لہجہ پہلے خط کی طرح تیز و ترش نہیں، پھر بھی الزام اس میں وہی ہے جو پہلے میں تھا، اور یہ تعریض بھی ہے کہ عمرو بن عاص نے خراج کے روپئے میں غبن کیا ہے۔

پہلا خط جیسا کہ ہم نے پڑھا گورنر کو بہت شاق گزرا تھا اور انھوں نے تردید الزام میں دلیل اور ترشی دونوں سے کام لیا تھا اور عہدہ سے الگ ہونے کی خواہش بھی ظاہر کی تھی، لیکن اس خط میں اُسی الزام کو مکرر پاکر نہ تو ان کے خون میں جوش آیا، نہ اُن کی خودداری مشتعل ہوئی، اور نہ انھوں نے استعفا دیا، بلکہ توہین پی لی اور الزام ہضم کر گئے۔ دونوں خطوں کا یہ فرق ہمارے راوی اور مورخ بتانے سے قاصر ہیں۔

جواب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم، عمر بن خطاب کو عمرو بن عاص کی طرف سے سلام علیک، میں اُس معبود کا سپاس گذار ہوں جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ امیر المومنین آپ کا خط موصول ہوا جس میں آپ نے تاخیرِ خراج کی شکایت کی ہے۔ آپ کا خیال ہے کہ میں سیدھے راستہ سے ہٹ گیا ہوں اور راستبازی کی طرف سے میں نے منہ موڑ لیا ہے۔ بخدا میں نے کوئی بدعنوانی نہیں کی ہے۔ تاخیرِ خراج کی وجہ یہ ہے کہ زمینداروں نے کھیت پکنے تک مجھ سے مہلت مانگی تھی، میں نے محسوس کیا کہ مسلمانوں کا مفاد اسی میں ہے کہ مہلت دے دوں، زمینداروں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ اُس سخت اور بھونڈی کارروائی سے بہتر ہے جس کا انجام یہ ہو کہ وہ اپنا سامان جس کے بغیر گذارہ نہیں کر سکتے بیچنے پر مجبور ہوں، والسلام (فتوح مصر ص ۱۶۰ - ۱۶۱)

۱۸۸- عمرو بن عاص کے نام

"مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمھارے پاس اونٹ، بکریاں، نوکر اور غلام ہو گئے ہیں جو گورنری سے پہلے نہ تھے اور نہ تم کو تنخواہ میں دئے گئے ہیں، پھر یہ دولت تمھارے پاس کہاں سے آئی؟ میرے پاس ایسے مہاجر تھے جو تم سے کہیں بہتر

تھے اور جن کو گورنری کا عہدہ دے سکتا تھا، لیکن میں نے تمھاری کارکردگی کے بھروسہ پر تم کو یہ عہدہ دیا۔ جب یہ عہدہ تمھارے اپنے فائدہ کے لئے اور ہمارے مفاد کے خلاف ہو تو پھر تم کو مہاجرین پر کیوں ترجیح دی جائے؟ بہت جلد لکھو کہ یہ دولت تمھارے پاس کس طرح آئی " (شرح نہج البلاغہ مصر ۳/ ۱۰۴ و ازالۃ الخفاء ۲/ ۱۸۲)

عمرو بن عاص کا جواب

امیر المؤمنین آپ نے میرے تمول کے بارے میں جو لکھا ہے۔ صحیح ہے۔ یہاں آئے دن لڑائیاں ہوتی ہیں جس سے غنیمت کے حصے برابر ملتے رہتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں چیزیں بھی ارزاں ہیں جس سے میرا خرچ کم ہے۔ بچے ہوئے روپیہ سے میں نے یہ مال جمع کر لیا ہے۔ اگر آپ کی خیانت درست ہوتی تب بھی میں ایسا نہ کرتا، کیوں کہ آپ نے مجھ پر اعتماد کیا ہے۔ امیر المؤمنین بدگمانی نہ کیجئے، ہماری خاندانی شرافت و حیثیت ایسی ہے کہ ہم آپ کے عہدہ کے اعزاز سے بے نیاز ہیں۔ رہا آپ کا یہ فرمانا کہ میرے پاس ایسے تم سے بہتر مہاجرین اولین تھے تو امیر المؤمنین آپ نے اُن کو عہدہ کیوں نہیں دیا، میں نے اس کے لئے کب آپ کا دروازہ کھٹکھٹایا تھا؟ والسلام" (شرح نہج البلاغہ مصر، ۳/ ۱۰۴)

۱۸۹۔ عمرو بن عاص کے نام

"گورنر کی صفائی، صاف بیانی اور کھری باتوں سے خلیفہ کو تشفی نہیں ہوئی بلکہ کچھ غبارِ خاطر بڑھ گیا، اپنے مخبروں سے گورنر کی ثروت کی رپورٹ سن کر اور اس سے پہلے خراج کی کمی دیکھ کر ان کو یقین ہو گیا تھا کہ عمرو نامناسب ذرائع سے روپیہ کماتے ہیں۔ انھوں نے اپنا ایک معتمد مصر

بھیجا اور عمروؔ کی آدھی دولت ضبط کرالی:۔

"تمھاری صفائی اور بنی سنوری باتوں نے میرے اوپر مطلق اثر نہیں کیا، جماعتِ امرار سے تم سرکاری روپیہ کھاتے ہو اور بہانے تراشتے ہو، سرکاری روپیہ کھانا اور آگ کھانا برابر ہے، رسوائی کا داغ کبھی تمھارے نام سے نہیں چھوٹے گا۔ میں محمد بن مَسلمہ کو بھیج رہا ہوں تاکہ تمھاری آدھی دولت بحقِ بیت المال ضبط کرے۔ والسلام" (شرح نہج البلاغۃ ۳/۴ ۱۰ وازالۃ الخفار ۲/۱۸۲)

خط کا دوسرا نسخہ:۔

۱۹۰۔ بد دیانت حاکموں کی حرکتوں کا حال مجھے خوب معلوم ہے۔ تمھارا خط اُس شخص کا ساخط ہے جس کو مواخذۂ حق نے بوکھلا دیا ہو، تمھاری دیانت میری نظر میں مجروح ہے محمد بن مَسلمہ کو بھیج رہا ہوں تاکہ تمھاری آدھی دولت بحقِ بیت المال ضبط کرلے، اپنی سارے مال و متاع اس کو نوٹ کرادو اور وہ جو مانگے دے دو، اِس مواخذہ میں اگر اس سے سختی ہو تو درگذر کرنا، یہ بات بالکل کھل چکی ہے کہ تم نے سرکاری روپیہ میں ناجائز تصرف کیا ہے۔" (فتوح البلدان بلاذری ص۲۲۶، فتوح مصر ابن عبد الحکم میں بھی اس موضوع پر ایک مختصر خط بیان ہوا ہے، ص۱۴۶)

۱۹۱۔ عمروؔ بن عاص کے نام

سنہ۲۱ھ میں (بقول واقدی۔ طبری ۴/۹۴۲) حضرت عمرؓ کے دو لڑکے عبداللہ اور عبدالرحمٰن جہاد کے لئے مصر گئے۔ حضرت عمرؓ نے عمروؔ کو لکھا: "اگر میرے کنبہ کا کوئی فرد تمھارے پاس آئے تو تم ہرگز ہرگز اس کو کوئی تحفہ یا پیش کش نہ دینا، نہ

اس کے ساتھ کوئی خصوصی برتاؤ کرنا، تم نے اگر اس ہدایت کی مخالفت کی تو مناسب سزا دوں گا۔" عمرو بن عاص کہتے ہیں:۔"اسی حکمِ امتناعی کی وجہ سے میں دونوں بھائیوں کی نہ تو آؤ بھگت کر سکا نہ کوئی سوغات بھیج سکا نہ ملنے ان کے گھر گیا۔ چند دن گذرے تھے کہ کسی نے آکر مجھ سے کہا کہ عبدالرحمٰن اور ابو سروعہ (بدری صحابی) آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔ میں نے اُن کو اندر بلا لیا، وہ بہت اُداس تھے۔ انھوں نے کہا: ہم کو حدِ شراب لگائیں، رات ہم نے شراب پی اور مدہوش ہو گئے۔" میں نے دونوں کو پھٹکارا اور کہا: امیر المومنین کے لڑکے اور ایک بدری صحابی کے حد لگاؤں! عبدالرحمٰن نے کہا اگر آپ حد نہیں لگائیں گے تو میں مدینہ لوٹ کر امیرالمومنین کو اس کی خبر دوں گا۔" اس اثناء میں عبداللہ بن عمر بھی آ گئے، میں ان کے استقبال کے لئے آگے بڑھا خوش آمدید کہا اور صدرِ مجلس میں بٹھانا چاہا لیکن انھوں نے انکار کیا اور بولے: والد نے مجھے تم سے ملنے کی ممانعت کر دی ہے الایہ کہ ملاقات کے بغیر چارہ نہ ہو اور اس وقت ایک ایسی ضرورت آن پڑی ہے کہ ملاقات ناگزیر ہے، میں چاہتا ہوں کہ میرے بھائی (عبدالرحمٰن) کا منظرِ عام پر سر نہ منڈوایا جائے، حدِ شراب جہاں چاہو لگا سکتے ہو۔" عمرو بن عاص کہتے ہیں کہ حد کے ساتھ تضحیک و تشہیر کے لئے سر بھی منڈوایا جاتا تھا۔ میں دونوں کو گھر کے صحن میں لایا اور حد لگائی۔ اس کے بعد عبداللہ بھائی کو لے کر محل کے ایک کمرہ میں گئے اور ان کا اور ابو سروعہ کا سر مونڈا۔ بخدا میں نے اس موضوع پر عمر کو ایک حرف بھی نہ لکھا لیکن چند دن ہی گذرے تھے کہ یہ توبیخ آمیز خط موصول ہوا:۔

"عبداللہ عمر امیرالمومنین کی طرف سے عاصی بن عاصی کو سلام علیک

ابن عاص، مجھے حیرت ہے تم پر اور تمھاری جرأت پر کہ تم نے میری ہدایات کی خلاف ورزی کی، میں نے اصحاب بدر اور تم سے بہتر لوگوں کو نظر انداز کرکے تم کو منتخب کیا حالانکہ تم گمنام تھے اور تم کو پچھلی صف سے نکال کر اگلی صف میں کھڑا کیا لوگوں نے مجھ سے کہا تھا تم جرأت اور مخالفت سے کام لوگے اور میں دیکھ رہا ہوں ویسا ہی ہوا جیسا انھوں نے کہا تھا، ایسا معلوم ہوتا ہے تم کو بُری طرح معزول کرنا پڑے گا۔ تمہارا بُرا ہو، عبدالرحمٰن کو اپنے گھر میں حد لگاتے ہو، اور اس کا سر بھی گھر کے اندر مونڈتے ہو حالاں کہ تم کو معلوم تھا کہ یہ بات میری مرضی کے خلاف ہوگی۔ عبدالرحمٰن تمھاری رعیت کا ایک فرد تھا اور تم کو اس کے ساتھ ویسا ہی سلوک کرنا چاہیئے تھا جیسا کسی دوسرے مسلمان کے ساتھ، لیکن تم نے کہا: امیرالمومنین کا لڑکا ہے، اس کے ساتھ رعایت کریں، حالانکہ تم جانتے ہو کہ حقوق اللہ میں کسی کے ساتھ میں رو رعایت نہیں کرتا۔" یہ خط پاتے ہی عبدالرحمٰن کو عبار (بالوں کا لمبا کوٹ) پہنا کر اور بغیر کجاوہ کے اونٹ پر سوار کرکے روانہ کردو تاکہ اپنی بدکرداری کا مزہ چکھے۔"

میں نے حسب ہدایت عبداللہ کو ان کے والد کا خط دکھا کر عبدالرحمٰن کو مدینہ روانہ کر دیا اور عمر کو ایک معذرت نامہ میں لکھا کہ میں نے عبدالرحمٰن کو گھر کے صحن میں حد لگائی ہے اور بخدا یہ وہی جگہ ہے جہاں مسلم اور غیر مسلم کو سزا دیتا ہوں۔ یہ خط عبداللہ کے ہاتھ بھیج دیا۔ عبداللہ بھائی کے ساتھ مدینہ وارد ہوئے، عبدالرحمٰن موٹے بالوں کے کوٹ میں باپ کے سامنے حاضر ہوئے۔ بے گدے کی سواری نے ان کا جسم ایسا چور کیا تھا کہ وہ چل نہ سکتے تھے۔ حضرت عمر نے عبدالرحمٰن کو بُرا بھلا کہتے ہوئے کوڑا منگوایا۔ عبدالرحمٰن بن عوف نے شفاعت کی اور کہا کہ ان کو شراب نوشی کی سزا مل چکی ہے مگر حضرت عمر پر اس کا اثر تو کجا انھوں نے اُلٹا ابن عوف کو ڈانٹا، عبدالرحمٰن پر کوڑے پڑنے لگے، وہ چیختے اور کہتے: "میں بیمار ہوں، بخدا تم مجھے مارے ڈالتے ہو۔" مگر بے سود، حضرت عمر

کو رحم نہ آیا، حد لگانے کے بعد عبد الرحمٰن کو قید کر دیا گیا جہاں ایک ماہ مریض رہ کران کا انتقال ہوا۔
(شرح نہج البلاغہ، مصر ۳/۱۲۳۔ ۱۲۴ و تاریخ عمر بن خطاب۔ ابن جوزی مصر۔

۱۹۲۔ عمرو بن عاص کے نام

یہ خط بے سیاق و سباق ہے، اس کو موسیٰ بن جُبیر نے شیوخ مدینہ سے روایت کیا ہے۔ خط کے مضمون سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کی نگارش "دیوان عطاء" قائم ہونے کے بعد ہوئی تھی، "دیوان عطاء" کے قیام کی مورخین نے مختلف تاریخیں پیش کی ہیں، جن میں زیادہ قرین قیاس ۲۰ھ ہے۔ خط میں ایک نیا انکشاف ہے اور وہ یہ کہ جنگ بدر میں شریک ہونے والوں کا وظیفہ ۲۰۰ دینار تھا، ایک دینار کی شرح تبادلہ اس وقت دس درہم تھی اور دو سو دینار ہزار درہم کے برابر تھے۔ مجاہدین بدر کے وظیفہ کی مقدار کے بارے میں تین قول ہیں:۔ چار ہزار، پانچ ہزار اور چھ ہزار سالانہ، چار ہزار سے کم کسی مورخ یا راوی نے وظیفہ کی مقدار نہیں بتائی ہے، اس خط میں جیسا کہ آپ ابھی پڑھیں گے مجاہدین بدر کا وظیفہ ایک ہزار درہم بتایا گیا ہے۔

"واضح ہو کہ میں نے مدینہ کے مردوں، عورتوں اور بچوں کا وظیفہ "دیوان عطاء" میں مقرر کر دیا ہے، ان میں وہ لوگ بھی شامل ہیں جو جہاد کے لئے مصر یا دوسرے محاذوں پر چلے گئے تھے اور پھر لوٹ آئے۔ وہ لوگ جو یہاں وظیفہ مقرر ہونے کے بعد مصر جا کر بس گئے ان کا اور ان کے بیوی بچوں کا وظیفہ میری مقرر کردہ شرح کے مطابق جاری رکھو، اور جن لوگوں کا وظیفہ یہاں مقرر نہیں ہوا ہے اور وہ مصر میں آباد ہو گئے ہیں، ان کا وظیفہ مقرر کر دو، اور اس کی شرح وہ ہو جو ان کے جیسی خدمت والے دوسرے مسلمانوں کے لئے مقرر کی گئی ہو۔ خود اپنا وظیفہ دو سو دینار مقرر کرو یہ وہ رقم ہے جو جنگ بدر میں شریک ہونے والے مہاجر اور انصار کو دی گئی ہے میں نے اتنا وظیفہ تمھارے کسی

ہم مرتبہ کو نہیں دیا ہے، تم کو زیادہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ تم حاکم ہو۔ مجھے معلوم ہے کہ سرکاری مدوں کے لئے تمھیں روپئے کی ضرورت ہوگی، ان مصارف کے لئے خراج بڑھاؤ، تحصیلِ خراج انصاف اور حق کے اصول پر ہو۔ جب خراج جمع ہوجائے تو بلا کسی تصرف کے اس سے مسلمانوں کے وظائف اور ضروری مصارف نکال لو اور باقی مجھے بھیج دو۔ تم کو یاد رکھنا چاہیئے کہ مصر سے خمس نہیں لیا جائے گا، کیوں کہ اس کو معاہدہ کے ذریعہ فتح کیا گیا ہے۔ مصر اور مصر میں جو کچھ ہے مسلمانوں کی دولت ہے، اس دولت سے پہلے ان لوگوں کو دو جو سرحدوں کی حفاظت کرتے ہیں اور سرکاری فرائض انجام دیتے ہیں، ثم نقص ما فضل بعد ذلک علی من سمی اللہ؟ عمرو یاد رکھنا اللہ تم کو اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے، وہ اپنی کتاب میں فرماتا ہے: وَاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا، وہ چاہتا ہے کہ قرآن کی بتائی ہوئی راہ پر چلا جائے، تم کو یہ بھی یاد رہے کہ تمھاری عملداری میں ذمی اور معاہد لوگ ہیں۔ رسول اللہ نے ان کے ساتھ اچھے سلوک کی تاکید کی ہے، اور قبطیوں کے ساتھ بھی اچھے برتاؤ کی فہمائش کی ہے چنانچہ آپ نے فرمایا ہے: قبطیوں سے حسنِ سلوک کرو، وہ تمھاری حفاظت میں داخل ہوں گے، وہ تمھارے ہم نسب بھی ہیں، ان سے رشتہ یہ ہے کہ حضرت اسمٰعیل کی ماں قبطی تھی۔ رسول اللہ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو معاہد پر ظلم کرے گا یا اس کی طاقت سے زیادہ خراج یا جزیہ لے گا تو قیامت کے دن میں اس کا گریبان پکڑوں گا۔ خبردار عمرو، کہیں رسول اللہ تمھارا گریبان نہ پکڑیں، رسول اللہ جس کے گریبان گیر ہوئے خدا بھی اس کا گریبان گیر ہوگا۔ اس قوم کا حاکم بن کر ایک بڑی آزمائش میں ڈالا گیا ہوں مجھے اپنی کمزوری کا احساس ہونے لگا ہے، میری رعایا ہر طرف پھیل گئی ہے، میری ہڈیاں گھس گئی

ہیں، خدا سے دعا کرتا ہوں کہ مجھے اٹھا لے، نہ میری تعریف کرنے والا کوئی ہو نہ برائی کرنے والا، بخدا مجھے ڈر رہتا ہے کہ اگر کوئی اونٹ تمہاری عملداری کے دور ترین حصہ میں لاپرواہی سے ضائع ہو جائے تو قیامت کے دن مجھ سے جواب طلب ہو گا۔" (ابن سعد - کنز العمال ۳/۱۶۲)

ذیل میں حضرت عمرؓ کے وہ خطوط پیش کئے جاتے ہیں جن کا سیاق و سباق یا سنِ نگارش معلوم نہیں ہے:-

۱۹۳- گورنروں کے نام

حق و انصاف کے معاملہ میں سب لوگ۔ یگانہ و بیگانہ تمہاری نظر میں برابر ہونا چاہئیں۔ رشوت خوری اور من مانے فیصلوں سے بچو، اور غیظ و غضب میں آکر لوگوں کو سزا نہ دو، انصاف کرنے بیٹھو چاہے یہ عمل دن میں ایک گھنٹہ کے لئے ہو۔" (کنز العمال ۵/۱۶۹)

۱۹۴- اہلِ نجران کے نام

خط کے ناقل ابن سیرین ہیں:-

"میں نے علیؓ کو تاکید کر دی ہے کہ جو نجرانی عیسائی مسلمان ہو جائیں ان کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آئیں۔ علیؓ کو حکم ہے کہ آپ سے پیداوار کا آدھا حصہ لیں۔ اہلِ نجران! میں آپ کو جلا وطن کرنا نہیں چاہتا بشرطیکہ آپ ٹھیک ٹھیک رہیں اور کوئی قابلِ اعتراض کام نہ کریں۔" (کنز العمال ۲/۳۰۵)

۱۹۵- صوبائی گورنروں کے نام

جو آزاد کردہ فارسی نسل لوگ مسلمان ہو جائیں۔ ان کو آزاد کنندگان سے

وابستہ کردیا جائے، ان کو آزاد کنندگان کے برابر حق حاصل ہوں گے اور ان ہی جیسی پابندیاں اُن پر عائد ہوں گی۔ لیکن اگر وہ اپنی الگ جمعیت یا قبیلہ بنا کر رہنا چاہیں تو ایسا کر سکتے ہیں۔ اس صورت میں ان کا سالانہ وظیفہ مساوی مقرر کیا جائے۔" (کتاب الاموال ابو عبید قاسم بن سلام۔ کنز العمال ۲/۳۱۹)

۱۹۶۔ مرکزی شہروں کے مسلمانوں کے نام

"اپنے بچوں کو تیراکی اور گھوڑا سواری کی تعلیم دو، اور مشہور کہاوتیں اور عمدہ اشعار ان کو سنایا کرو۔" (ازالۃ الخفاء ۲/۱۹۳)

۱۹۷۔ محصّلینِ خراج کے نام

سواد کی ایک مالدار عورت جس کی اراضی نہر ملک سے سیراب ہوتی تھی مسلمان ہوئی۔ چوں کہ قانوناً مسلمانوں پر زمین کا لگان عشر یعنی دسواں حصہ ہے، اُس نے غالباً مطالبہ کیا کہ میرا لگان کم کردیا جائے۔ سواد کے محصلوں نے اس باب میں مرکز سے رجوع کیا تو یہ جواب آیا:۔

"مالکہ زمین اگر زمین پر قبضہ رکھ کر حسب سابق لگان ادا کرتی رہے تو زمین اس کے پاس رہنے دی جائے اور اگر وہ لگان ادا نہ کرے یا کم کرے (اس بنا پر کہ مسلمان ہوگئی ہے) تو زمین بحقِ حکومت ضبط کرلی جائے۔"

۱۹۸۔ گورنروں کے نام

"میری نظر میں تمہارا سب سے اہم معاملہ نماز ہے۔ جو شخص پابندی سے نماز ادا کرتا ہے وہ اپنا دین بچا لیتا ہے۔ اور جو نماز سے غافل رہا وہ دوسرے فرائض سے اور زیادہ غافل رہے گا۔ راوی کہتا ہے کہ اس کے بعد خط میں تھا: جب